روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10
الفضل
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
پیر 6 دسمبر 2010ء 29 ذی الحجہ 1431 ہجری 6 فتح 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 247

روح حق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اس لئے کہ وے مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتاوے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔ وہ میری بزرگی کرے گی۔ اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پاوے گی اور تمہیں دکھاوے گی۔

(یوحنا باب 16 آیات 7 تا 14۔ ان آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی ہے تفصیل دیباچہ تفسیر القرآن ص 99)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

لقا کا مرتبہ تب سالک کے لئے کامل طور پر متحقق ہوتا ہے کہ جب ربانی رنگ بشریت کے رنگ و بو کو بتمام و کمال اپنے رنگ کے نیچے متوازی اور پوشیدہ کر دیوے جس طرح آگ لوہے کے رنگ کو اپنے نیچے ایسا چھپا لیتی ہے کہ نظر ظاہر میں بجز آگ کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ یہ وہی مقام ہے جس پر پہنچ کر بعض سالکین نے لغزشیں کھائی ہیں اور شہودی پیوند کو وجودی پیوند کے رنگ میں سمجھ لیا ہے۔ اس مقام میں جو اولیاء اللہ پہنچے ہیں یا جن کو اس میں سے کوئی گھونٹ میسر آ گیا ہے۔ بعض اہل تصوف نے ان کا نام **اطفال اللہ** رکھ دیا ہے اس مناسبت سے کہ وہ لوگ صفات الٰہی کے کنار عاطفت میں بکلی جا پڑے ہیں اور جیسے ایک شخص کا لڑکا اپنے حلیہ اور خط و خال میں کچھ اپنے باپ سے مناسبت رکھتا ہے ویسا ہی ان کو بھی ظلی طور پر بوجہ تخلق باخلاق اللہ خدا تعالیٰ کی صفات جمیلہ سے کچھ مناسبت پیدا ہو گئی ہے۔ ایسے نام اگرچہ کھلے کھلے طور پر بزبان شرع مستعمل نہیں ہیں۔ مگر درحقیقت عارفوں نے قرآن کریم سے ہی اس کو ستنباط کیا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے فاذکروا اللہ .... یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسے تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور ظاہر ہے کہ اگر مجازی طور پر ان الفاظ کا بولنا منہیات شرع سے ہوتا تو خدا تعالیٰ ایسی طرز سے اپنی کلام کو منزہ رکھتا جس سے اس اطلاق کا جواز مستنبط ہو سکتا ہے۔ اور اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو **بشریت کی طاقتوں** سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے **سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم** نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مُٹھی کفار پر چلائی اور وہ مُٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی **روحانی طاقت** سے چلائی مگر اس مُٹھی نے **خدائی طاقت** دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جلشانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ وما رمیت (۔) یعنی جب تو نے اس مُٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 64)

بیرون پاکستان اعلیٰ تعلیم کیلئے قرضہ حسنہ کے متعلق معلومات

ایسے طلباء و طالبات جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرون پاکستان جانا چاہتے ہیں اور نظام جماعت سے قرض حسنہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے چند گزارشات درج ذیل ہیں۔

(1) پاکستان میں چار سالہ بیچلرز یا دو سالہ ماسٹرز یعنی سولہ سال تک کی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور داخلہ بھی اسی ڈگری کی بنیاد پر ہو۔

(2) پاکستان میں جس فیلڈ میں تعلیم مکمل کی ہو، اسی سے متعلقہ فیلڈ میں داخلہ ہونا چاہئے۔

(3) قرض حسنہ صرف ڈگری پروگرامز کے لئے جاری کیا جاتا ہے۔ ڈپلومہ و دیگر شارٹ کورسز کے لئے قرض حسنہ جاری نہ کیا جاتا ہے۔

(4) طالب علم کا گزشتہ تعلیمی ریکارڈ کم از کم اعلیٰ فرسٹ ڈویژن ہو۔

(5) طالب علم ویزہ حاصل کر چکا ہو۔

(6) درخواست دیتے وقت طالب علم کا پاکستان میں ہونا ضروری ہے۔ پاکستان سے جانے کے بعد دی جانے والی درخواست پر غور نہیں ہوگا۔

(7) قانونی و دیگر مالی معاملات میں کسی قسم کی کوئی رہنمائی یا معاونت نہ کی جاتی ہے۔ یہ تمام معاملات طالب علم نے خود ہی طے کرنا ہوتے ہیں۔

(8) بیرون پاکستان جانے سے پہلے نظارت تعلیم میں اپنے تعلیمی قرض حسنہ کے معاملات طے کروا کے جائیں۔ درخواست دینے کے بعد اگر طالب علم نے روانہ ہونا ہو تو اپنے نمائندہ کو مقرر کر کے جائیں جن سے باقی جملہ امور طے کئے جا سکیں گے۔

درج بالا قواعد پر پورا اترنے والے طلباء و طالبات درخواست دے سکتے ہیں۔ درج ذیل مضامین ترجیحاً زیر غور لائے جائیں گے۔

Basic Sciences, Engineering Technology, Computer Science, Information Technology, Architecture & Design, Agriculture Sciences

اس کے علاوہ حسب گنجائش سائنس سے متعلق دیگر مضامین بھی زیر غور لائے جا سکتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے فون 047-6212473 پر رابطہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

خصوصاً واقفین نو کے لئے

سیرۃ النبی ﷺ از شمائل الترمذی

قسط نمبر 11

رسول اللہ ﷺ کے ہنسنے کا بیان

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں کسی قدر دبلی تھیں۔ آپؐ کا ہنسنا تبسم ہی تھا۔ جب میں آپؐ کی طرف دیکھتا تھا تو کہتا آپؐ سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ آپؐ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن حارثؓ بن جزء بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن حارثؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہی ہوتا تھا۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اُس شخص کو خوب جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اُس شخص کو بھی جو سب سے آخر میں آگ سے باہر آئے گا۔ قیامت کے روز اس شخص کو لایا جائے گا کہا جائے گا کہ اُس کے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کرو اور اس کے بڑے گناہ اس سے مخفی رکھے جائیں۔ پھر اس سے کہا جائے گا جانتے ہو کہ تم نے فلاں فلاں دن یہ گناہ کیے تھے۔ وہ اقرار کرے گا اور انکار نہ کرے گا اور وہ اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا پھر کہا جائے گا کہ اُسے ہر گناہ کے بدلے جو اُس نے کیا ایک نیکی اُسے دے دو تو وہ شخص کہے گا میرے اور بھی گناہ ہیں جو مجھے یہاں نظر نہیں آرہے۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپؐ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپؐ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

(بیان کا مقصد آپؐ کے ہنسنے میں مبالغہ کا ذکر کرنا ہے نہ کہ ہنسنے کی وجہ سے داڑھوں کا نظر آنا)۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا مجھے کبھی رسول اللہ ﷺ نے (ملاقات سے) نہیں روکا اور ہمیشہ مجھے دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا مجھے کبھی رسول اللہ ﷺ نے (ملاقات سے) نہیں روکا۔ آپؐ جب بھی مجھے دیکھتے تبسم فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اُسے خوب جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا وہ شخص دوزخ سے گھسٹتا ہوا نکلے گا اُسے کہا جائے گا کہ جا اور جنت میں داخل ہو جا۔ فرمایا وہ جائے گا تا کہ جنت میں داخل ہو تو وہ دیکھے گا کہ لوگوں نے تمام جگہیں لے لی ہوئی ہیں۔ تو وہ لوٹ آئے گا اور کہے گا اے میرے رب! لوگوں نے تمام جگہیں لے لی ہیں۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ تجھے وہ زمانہ یاد ہے جس میں تو تھا؟ وہ کہے گا ہاں۔ پھر اسے کہا جائے گا خواہش کر۔ تو وہ خواہش کرے گا پھر اُسے کہا جائے گا جو تو نے خواہش کی وہ تجھے دی جاتی ہے اور اس کے علاوہ دنیا سے دس گنا دیا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس پر وہ کہے گا کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے اور تُو تو بادشاہ ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپؐ کی داڑھیں نظر آنے لگیں (مراد یہ ہے کہ خوب کھل کر ہنسے)۔

علی بن ربیعہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ کے پاس ایک جانور لایا گیا تا کہ آپ اُس پر سوار ہوں جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو بسم اللہ پڑھی جب اس کی پشت پر اچھی طرح بیٹھ چکے تو الحمد للہ کہا پھر کہا: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ: پاک ہے وہ جس نے اِسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیرنگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں (الزخرف:14)

پھر تین دفعہ الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر، اور سُبۡحَانَکَ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ فَاِنَّہٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ کہا۔ تُو پاک ہے یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے کیونکہ بات یہ ہے کہ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں پھر آپ ہنسنے لگے۔ (ابن ربیعہ کہتے ہیں) میں نے کہا اے امیر المومنین! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا تھا جس طرح میں نے کیا پھر آپؐ ہنسے تھے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یقیناً تیرا رب اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور وہ جانتا ہے کہ میرے سوا اور کوئی گناہ نہیں بخشتا۔

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے جنگ خندق کے دن نبی کریم ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپؐ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ عامر کہتے ہیں: میں نے حضرت سعدؓ سے پوچھا (حضور ﷺ کا یہ ہنسنا) کیسے ہوا؟ انہوں نے کہا: ایک شخص کے پاس ڈھال تھی اور حضرت سعدؓ اچھے تیر انداز تھے۔ وہ شخص ڈھال کو ادھر ادھر کر لیتا اور اپنی پیشانی کو ڈھانپ لیتا۔ پس حضرت سعدؓ نے اُس کے لئے ایک تیر (کمان میں ڈال کر) کھینچا جونہی اس نے اپنا سر اونچا کیا انہوں نے تیر چلا دیا اور وہ نشانہ پر بیٹھا یعنی اس کی پیشانی پر اور وہ پلٹ کر گر گیا اور اس کی ٹانگیں اوپر اُٹھ گئیں۔ نبی ﷺ اس پر ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپؐ کی داڑھیں تک نظر آنے لگیں۔ راوی محمد نے کہا میں نے پوچھا: آپؐ کس بات پر ہنسے تھے؟ تو انہوں (عامر) نے کہا: اُس پر جو حضرت سعدؓ نے اس آدمی سے کیا۔

(گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا اظہار حضرت سعدؓ کی حکمت اور بصیرت پر تھا نہ کہ اس شخص کے گرنے پر)۔

رسول اللہ ﷺ کے مزاح کا بیان

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: اے دو کانوں والے! محمود کہتے ہیں کہ ابواسامہ نے کہا کہ آپؐ اس سے یہ مزاحاً فرما رہے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہم سے خوب گھل مل جایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپؐ میرے چھوٹے بھائی کو کبھی فرماتے: اے ابوعمیر! تیرے نغیر (سرخ چڑیا) نے کیا کیا؟

ابوعیسیٰ (امام ترمذی) کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مزاح بھی فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی کہ آپؐ نے ایک چھوٹے بچے کی کنیت رکھی اور اسے کہا اے ابوعمیر اور اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بچے کو پرندہ دینے میں کوئی حرج نہیں جس سے وہ کھیلے۔ ابوعمیر نے ایک پرندہ نغیر پال رکھا تھا وہ مر گیا وہ اداس بیٹھا تھا۔ اس پر نبی ﷺ نے اُس سے مزاح کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اے ابوعمیر! نغیر نے کیا کیا!

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ بھی ہم سے مزاح کر لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں سچ کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی تو آپؐ نے فرمایا: میں سواری کے لئے تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس پر اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا اونٹ، اونٹنیوں ہی کے بچے نہیں ہوتے؟

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بادیہ نشین شخص جس کا نام زاہر تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے صحراء سے تحفے لایا کرتا تھا جب وہ واپس جانے کا ارادہ کرتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے لئے (کچھ) سامان تیار کرواتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زاہر ہمارا بدوی دوست ہے اور ہم اس کے شہری دوست ہیں اور رسول اللہ ﷺ اُس سے محبت کرتے تھے اور وہ معمولی شکل وصورت آدمی تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے جب کہ وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا اور آپؐ نے پیچھے سے آکر اس کی کمر میں اپنے بازو ڈال دیئے اور وہ آپؐ کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ اُس نے کہا یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ پھر جب اس نے توجہ کی تو نبی کریم ﷺ کو پہچان لیا۔ جب وہ آپؐ کو پہچان گیا تو اپنی پشت کو نبی ﷺ کے سینہ مبارک پر خوب خوب چمٹانے لگا پھر نبی ﷺ فرمانے لگے اس غلام کو کون خریدے گا۔ اُس نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم اس طرح تو آپؐ مجھے بہت کم قیمت پائیں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ کے ہاں تو کم قیمت نہیں ہے یا یہ فرمایا اللہ کے نزدیک تُو بیش قیمت ہے۔

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اُس نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کرے۔ آپؐ نے فرمایا: اے فلاں کی ماں! جنت میں تو کوئی بوڑھی عورت نہیں جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ روتی ہوئی واپس ہوئی اس پر آپؐ نے فرمایا اُسے بتا دو کہ وہ بوڑھی ہونے کی حالت میں جنت میں داخل نہ ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰہُنَّ اِنۡشَآءً فَجَعَلۡنٰہُنَّ اَبۡکَارًا۔ (الواقعہ:36 تا38)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ان (کے ازواج) کو نہایت اعلیٰ طریق پر پیدا کیا۔ پس ہم نے انہیں کنواری بنایا۔

ارجنٹائن میں انقلاب

☆4 جون 43ء کو ارجنٹائن کے دارالحکومت بیونس آئرس میں کچھ باغی فوجیوں نے صدر رومن کاسٹیلو کو معزول کر کے جوان پیرون کو صدر بنایا۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

جرمنی میں احمدیہ مشن کا آغاز

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دور میں جماعت احمدیہ کا یورپ میں سب سے پہلا مشن لندن میں قائم ہوا اور پھر رفتہ رفتہ پورے یورپ میں مشنوں کے قیام کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی شدید خواہش تھی کہ یورپ میں عموماً اور جرمنی میں خصوصاً احمدیہ مشن قائم کئے جائیں تا جس طرح جرمنی کو مادی لحاظ سے یورپ میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے احمدیت قبول کر کے مذہبی لحاظ سے بھی یہ قوم یورپ کی لیڈر بن جائے۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے حضور برلن شہر میں تعمیر بیت الذکر کے لئے جدوجہد فرما رہے تھے۔

جرمنی میں مشن کے قیام کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ذہن میں مندرجہ ذیل دو بنیادی وجوہات بھی تھیں۔

اول۔ یہ کہ جنگ عظیم اول کے بعد جرمنی کی حالت گری ہوئی تھی اور مشن کے قیام سے لوگوں کی توجہ مذہب کی طرف مبذول کر سکنے کی امید تھی۔

دوم۔ یہ کہ جرمنی میں مشن کے قیام سے روس میں بھی دعوت الی اللہ ممکن ہو سکنے کے امکانات تھے۔

ایک موقع پر حضور نے فرمایا تھا کہ روس کا دروازہ برلن ہے اس دروازہ کے ذریعہ سے روس فتح ہوسکتا ہے۔

مشن کے قیام کا فیصلہ

1922ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے جرمنی میں مشن کے قیام کا فیصلہ فرمایا اور مکرم مولوی مبارک علی صاحب بنگالی بی اے کے بارہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ وہ جرمنی جائیں اور وہاں مشن کا آغاز کریں۔ مکرم مولوی مبارک علی صاحب 1920ء سے لندن میں دعوت الی اللہ میں مصروف تھے۔ حضور کے ارشاد پر ستمبر 1922ء میں لندن سے برلن آ گئے اور جرمنی کے سب سے پہلے مربی احمدیت کی حیثیت سے مشن کی خدمت کا آغاز فرما کر یہاں توحید کا نور پھیلانے لگے۔ آپ کی معاونت کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود نے حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم اے کو بھی جرمنی کے لئے منتخب فرمایا۔ آپ 26 نومبر 1923ء کو قادیان سے جرمنی کے لئے روانہ ہو کر 18 دسمبر 1923ء کو صبح دس بجے جرمنی کے شہر برلن پہنچے۔

ابتدائی کوششیں

محترم مولوی مبارک علی صاحب کی ابتدائی کوششوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے کس قدر کامیابی نصیب ہوئی اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 2 فروری 1923ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

''ان کی رپورٹیں نہایت امید افزا ثابت ہوئیں بلکہ ان کو تو اس ملک میں کامیابی کا اس قدر یقین ہو گیا کہ وہ متواتر مجھے لکھ رہے ہیں کہ وہاں فوراً ایک (بیت الذکر) اور مکان بنایا جائے اور یہ اس طرح ممکن ہو سکے گا کہ چھ ماہ کے لئے میں خود وہاں چلا جاؤں جس کے نتیجہ میں انہیں اس قدر جلد کامیابی کی امید ہے کہ قلیل عرصہ میں دنیا میں اہم تغیرات ہو سکتے ہیں۔

کتابوں کے جرمن ترجمہ کا آغاز

مکرم مولوی مبارک علی صاحب نے جلد ہی احمدیہ کتب کا جرمن زبان میں ترجمہ شروع کروایا اور وسطی یورپ کے روساء اور شہزادوں اور سابق قیصر ولیم کو احمدیت کی دعوت دی۔

آپ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں سب سے پہلے پروفیسر فریزی ایل ایل ڈی اور ڈاکٹر ریوسکا جیسے قابل مصنفوں کو احمدیت کی طرف توجہ ہوئی اور پھر جلد ہی برلن کے کالجوں میں پروفیسرز اور طلباء میں بھی احمدیت کے بارے میں جستجو پیدا ہونے لگی۔

''پروفیسر ریوسکا'' ہنگری کے باشندے تھے۔ یہ خود حضرت مولوی مبارک علی صاحب کو ملنے آئے۔ احمدیت کی تعلیم نے ان پر ایسا اثر کی کہ وہ دل سے احمدی ہو گئے۔ انہوں نے قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملنے اور قادیان میں رہ کر دینی زندگی دیکھنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے ایک موقعہ پر حضرت مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ میں قادیان سے واپس کر لوگوں کو کہوں گا کہ میں (دین) کی تعلیم سے واقف ہوں اور (دینی) زندگی کا مطالعہ کر چکا ہوں اور اب میں نے (دین) کو قبول کر لیا ہے۔

بیت برلن کی تجویز

حضرت مولوی مبارک علی صاحب برلن سے حضور کی خدمت میں بار بار دو تجاویز لکھ رہے تھے۔ اول یہ کہ حضور خود برلن تشریف لائیں دوم یہ کہ وہاں فوراً ایک بیت الذکر اور مکان بنا دیا جائے۔ حضور کو خود جرمنی جانے میں فوری انشراح نہ تھا لیکن دوسری تجویز کے بارے میں حضور نے فرمایا:

''ان کی اس درخواست کو کہ اس جگہ فوراً ایک اور سلسلہ کا ایک مکان بن جائے تو بہت کامیابی کی امید ہے، نظر انداز کر دینا میرے نزدیک سلسلہ کے مفاد کو نقصان پہنچانے والا تھا۔ اس لئے میں نے اس کے متعلق ان کو تاکید کر دی ہے کہ وہ فوراً زمین خرید لیں۔''

حضور کی ہدایت موصول ہونے پر حضرت مولوی مبارک علی صاحب نے اس طرف توجہ دی اور فوری طور پر حضور کی ہدایت کے مطابق برلن شہر میں دو ایکڑ زمین خرید لی۔

برلن بیت الذکر کے لئے احمدی مستورات کی مالی قربانیاں

برلن بیت الذکر کے لئے زمین کا انتظام ہو جانے پر حضرت مصلح موعود نے 2 فروری 1923ء کو یہ تحریک فرمائی کہ بیت الذکر برلن کی تعمیر احمدی خواتین کے چندہ سے ہو۔ اس کے لئے حضور نے پچاس ہزار روپیہ تین ماہ میں اکٹھا کرنے کا اعلان فرمایا۔

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد یہ سب سے پہلی مالی تحریک تھی جس کا خالصتاً تعلق مستورات سے تھا۔ اس تحریک نے احمدی خواتین کے مطمح نظر کو یکسر بلند کر کے ان میں اخلاص وقربانی اور فدائیت وللّٰہیت کا ایسا زبردست ولولہ پیدا کر دیا کہ ہندو پاک کی تاریخ میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

یہ تحریک بلاشبہ ایک صور اسرافیل کی مانند تھی جس نے احمدی عورتوں پر حشر کا سا عالم طاری کر دیا۔ احمدی مستورات نے نقد رقمیں اور اپنے طلائی ونقرئی زیورات اپنے امام کے قدموں میں لا ڈھیر کئے۔ پہلے ہی روز قادیان کی احمدی خواتین کی طرف سے آٹھ ہزار روپے نقد وعدوں کی صورت میں جمع ہو گئے۔

دو ماہ کے قلیل عرصہ کے اندر اندر 45 ہزار روپے کے وعدے ہو چکے تھے جن میں سے 20 ہزار روپے کی رقم وصول بھی ہو چکی تھی۔

حضور نے چندہ کی تحریک کے لئے 20 مئی 1923ء کی آخری تاریخ مقرر فرمائی تھی اور اس وقت تک ہدف سے بڑھ کر پچپن ہزار روپے کے وعدے ہو چکے تھے اور اڑتالیس ہزار روپے وصول ہو چکے تھے۔ حضور نے 18 جون کو ایک بار پھر اس مدت میں توسیع کا اعلان فرمایا اور 31/اگست آخری تاریخ مقرر فرمائی نیز ہدف کو بھی بڑھا کر 70 ہزار کر دیا۔

احمدی مستورات نے اس ٹارگٹ سے بھی آگے قدم بڑھایا اور مجموعی طور پر 72 ہزار 761 روپے کی خطیر رقم بیت الذکر برلن کے لئے جمع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس موقعہ پر اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے احمدی مستورات کی مالی قربانیوں کا ایک عظیم الشان مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ یہ تاریخ احمدیت کا ایک سنہری باب اور زریں ورق ہے جو تاریخ احمدیت میں رقم ہو کر ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو چکا ہے۔ مالی قربانی کے یہ بے مثل واقعات آئندہ آنے والی نسلوں میں ہمیشہ قربانی و اخلاص اور للّٰہیت وفدائیت کی روح پھونکتے رہیں گے۔

بیت الذکر کا سنگ بنیاد

یورپ میں قائم کی جانے والی پہلی بیت الذکر کا سنگ بنیاد، تمام انتظامات مکمل ہونے پر 5/اگست 1923ء کو 5 بجے شام رکھا گیا۔ اسی روز اسی وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بیت اقصیٰ قادیان کی توسیع کی بنیاد بھی نصب فرمائی اور اس موقع پر ایک لمبی اور پُرسوز دعا کروائی۔

بیت برلن کی سنگ بنیاد کی اس تاریخی تقریب میں چارصد احباب حاضر تھے جن میں جرمنی کے وزیر داخلہ، وزیر برائے امور رفاہ عامہ، ترکی اور افغانستان کے سفراء، متعدد اخبار نویس اور بعض دیگر معززین شامل تھے جبکہ احمدیوں کی تعداد صرف چار تھی جس میں مکرم مولوی مبارک احمد صاحب کے علاوہ مکرم ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی اور مکرم محمد اسحاق خان صاحب شامل تھے۔ تقریب کے آغاز میں مولوی مبارک علی صاحب نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ العصر کی تلاوت کی اور انگریزی زبان میں بیت الذکر کی غرض و غایت بیان کی۔

حالات کی یکسر تبدیلی

بیت الذکر کا سنگ بنیاد تو رکھ دیا گیا لیکن جب بیت الذکر کی تعمیر کا وقت آیا تو جرمنی کے معاشی حالات یکسر بدل گئے۔ کرنسی بدل دی گئی اور کاغذی روپیہ منسوخ کر کے سونے کا سکہ جاری کیا گیا۔ لیکن کرنسی کی قیمت اس قدر گر گئی کہ جو رقم بیت الذکر کی تعمیر کے لئے جمع ہوئی تھی وہ ناکافی نظر آنے لگی۔ مشن کے اخراجات کئی گنا زیادہ ہو گئے۔ مربی کا ذاتی خرچ چھ پونڈ کی بجائے کم از کم 25 پونڈ ماہوار تک جا پہنچا۔ بیت الذکر برلن کی تعمیر کے لئے ابتدائی تخمینہ تیس ہزار روپے لگایا گیا۔ لیکن حالات بدلنے پر اس کے اخراجات پندرہ لاکھ روپے بتائے جانے لگے۔ 1923ء کی جرمنی کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس وقت جرمنی شدید معاشی،

سیاسی اور معاشرتی بحران میں مبتلا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے نقصانات اس قدر تھے کہ بظاہر ان کی تلافی محال نظر آتی تھی۔ انہیں حالات نے ہٹلر کی نازی پارٹی کو جنم دیا جس کے نظریات نے بالآخر جرمنی کو ایک عالمی جنگ کی بھٹی میں جھونک دیا۔

ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فیصلہ فرمایا کہ یورپ میں دو مرکز رکھ کر طاقت تقسیم کرنے کی بجائے لندن مشن ہی کو مضبوط کیا جائے۔ یہ فیصلہ مارچ 1924ء کو کیا گیا اور اس فیصلہ کے بموجب ستمبر 1922ء میں قائم ہونے والے جرمن مشن کو پونے دو سال بعد مئی 1924ء میں بند کر دیا گیا اور مربیان سلسلہ کو برلن چھوڑنا پڑا۔

بیت الذکر کی تعمیر کا کام بھی بند کر دیا گیا۔ مگر احمدی خواتین کی مالی قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں بلکہ ان کے چندوں سے لندن میں بیت الفضل تعمیر ہوئی جو یورپ میں جماعت احمدیہ کی اولین بیت الذکر ہے۔

جرمن مشن کا از سر نو احیاء

جرمنی کا اولین مشن بند کر دیئے جانے کے بعد کم و بیش 20 سال تک یہاں مشن قائم نہ ہو سکا۔ تاہم جنگ عظیم دوم کے بعد ایک بار پھر ایسے حالات پیدا ہوئے کہ جرمن قوم میں احمدیت اور مذہب کے لئے بیداری کے آثار نظر آنے لگے۔ تراجم قرآن کریم کی اشاعت اور جرمنی میں ترکوں کی آمد اور ترکوں سے تعلقات کی وجہ سے ایک طبقہ آہستہ آہستہ دین کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ 1938ء میں ایک جرمن ''عمر Schubert'' کی زیر نگرانی ایک تنظیم بھی بنائی گئی جو جنگ عظیم کے بعد جماعت احمدیہ سے ملحق ہو گئی۔

جنگ عظیم دوم سے قبل 1934ء میں تحریک جدید کا آغاز ہو چکا تھا۔ تحریک جدید کے اجراء کے چند ہی سالوں بعد 1939ء میں جنگ عظیم دوم شروع ہو گئی اور بظاہر یوں محسوس ہونے لگ کہ یورپ میں دعوت الی اللہ کے لئے ایک روک بن گئی ہے۔

لیکن حضرت المصلح الموعود کی دور بین نگاہ یہ دیکھ رہی تھی کہ یہ عارضی روک کچھ ہی عرصہ میں ختم ہو جائے گی اور دعوت الی اللہ کی راہ کھل جائے گی۔ حضور نے ایک خطبہ جمعہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ ''تحریک جدید کا اجراء جن اغراض کے ماتحت الٰہی تصرف سے ہوا تھا اس کی وجہ سے میں سمجھتا تھا کہ تحریک جدید کا پہلا دور جب ختم ہوگا تو خدا تعالیٰ ایسے سامان بہم پہنچائے گا کہ تحریک جدید کی اغراض کو پورا کرنے میں جو روکیں اور موانع ہیں خدا تعالیٰ ان کو دور کر دے گا اور (دعوت الی اللہ) کو وسیع کرنے کے سامان بہم پہنچا دے گا اور چونکہ (دعوت الی اللہ) کے لئے یہ سامان بغیر جنگ کے خاتمہ کے میسر نہیں آ سکتے اس لئے میں سمجھتا تھا کہ 1944ء کے آخر یا 1945ء کے شروع تک یہ جنگ ختم ہو جائے گی۔''

چنانچہ یکم فروری 1945ء کو حضور نے 22 واقفین زندگی کو منتخب فرما کر انہیں بیرون ملک دعوت الی اللہ کے لئے بھجوانے کا ارادہ فرمایا۔ ان واقفین میں سے مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب، مکرم شیخ ناصر احمد صاحب اور مکرم غلام احمد بشیر صاحب کو حضور نے جرمنی کے لئے منتخب فرمایا۔ جنگ کے عرصہ میں حضور تمام تر توجہ مربیان کی تعلیم و تربیت پر فرماتے رہے۔

15/ اگست 1945ء کو جنگ عظیم دوم کا اختتام ہوا۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دور بین نگاہ نے دیکھا تھا اس کے مطابق دعوت الی اللہ کے راستے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے کھلنے لگے۔ پروگرام کے مطابق سب سے پہلے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب اگست 1945ء میں لندن روانہ ہوئے۔ ان کے بعد مکرم چوہدری مشتاق احمد باجوہ صاحب اور مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اکتوبر 1945ء میں لندن پہنچے۔

اور سب سے آخر میں 18 دسمبر 1945ء کو 9 مجاہدین کا قافلہ یورپ روانہ ہوا جس میں مکرم مولوی غلام احمد بشیر صاحب بھی شامل تھے۔ یہ تمام مربیان جنوری 1946ء میں لندن پہنچے۔

اور وہاں حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کے پاس رہ کر تربیت حاصل کرنے لگے۔ تین مربیان جنہیں جرمنی کے لئے منتخب کیا گیا تھا انہیں جرمنی میں مشن قائم کرنے کا ارشاد تھا لیکن چونکہ جنگ عظیم کے بعد کچھ سالوں تک جرمنی میں داخلہ پر پابندی تھی اس لئے ایسا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا حضور نے ان مربیان کو سوئٹزرلینڈ بھجوا دیا تا جرمنی میں بھی دعوت الی اللہ کی کوئی راہ نکل سکے۔ یہ مجاہدین 10/ اکتوبر 1946ء کو لندن سے روانہ ہوئے اور فرانس میں ٹھہرتے ہوئے 13/ اکتوبر کو سوئٹزرلینڈ میں وارد ہوئے۔

قیام مشن کے لئے کوششیں

ان مربیان نے سوئٹزرلینڈ پہنچ کر مختلف رابطوں کے ذریعہ جرمنی میں مشن قائم کرنے کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کی بنیادی وجہ ہی بڑی رکاوٹ وہ عیسائی مشنری تھے جو مذہبی تعصب کی بناء پر احمدی مربیان کو جرمنی جانے سے روکنا چاہتے تھے۔

جرمنی کے جس حصہ پر انگریز قابض تھے ان سے درخواست کی گئی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پھر جس حصہ پر امریکیوں کا قبضہ تھا وہاں بھی درخواست دی گئی، لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔

انہی کوششوں میں ایک سال گزر گیا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ حکام کی طرف سے یہی جواب ملتا رہا کہ وہاں رہائش کا انتظام نہیں کیا جا سکتا۔

جرمنی میں احمدیت کے اولین پھل

اگرچہ عیسائی مشنری جنگ عظیم کے ختم ہوتے ہی وہاں پہنچ چکے تھے لیکن احمدی مربیان کو اس ملک میں آنے کی اجازت دینے کو تیار نہ تھے۔ مگر خدا کے کاموں کو کون روک سکتا ہے اس نے حضرت مسیح موعود کے پیغام کو پھیلانے کا از خود انتظام فرما دیا اور بغیر کسی مربی کے وہاں پہنچنے کے جرمنی میں بھی شجر احمدیت کو روحانی پھل لگنے لگے۔ وہ اس طرح کہ 1947ء میں ایک جرمن ''عبداللہ Kune'' جو دوران جنگ ایک احمدی بھائی کے ذریعے احمدیت سے متعارف ہوئے تھے احمدی ہو گئے اور پھر ان کی کوششوں کے نتیجہ میں پانچ مزید احباب احمدی ہو گئے۔ اسی دوران مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے سوئٹزرلینڈ سے بعض جرمن لوگوں سے رابطے کئے اور خط و کتابت کے ذریعے ان تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں بھی خدا تعالیٰ نے بعض جرمنوں کو قبول احمدیت کی توفیق بخشی۔

اولین جرمن احمدیوں میں ایک عبدالشکور کنزے (Kunze) بھی تھے جو 1938ء میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ 1943ء کی جنگ میں گرفتار ہو کر امریکہ بھجوا دیئے گئے۔ جہاں انہوں نے انگریزی زبان سیکھی۔ 1946ء میں لندن آ گئے اور امام بیت الفضل لندن محترم مشتاق احمد باجوہ صاحب سے خط و کتابت کے ذریعے لٹریچر منگوایا مطالعہ کرنے کے بعد حقیقت عیاں ہونے پر احمدیت قبول کی۔ 1947ء میں اپنے ملک جرمنی چلے گئے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی خدمت میں اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کرنے کے لئے تحریر کیا۔ ان کا وقف قبول کر لیا گیا اور پھر 14 مارچ 1949ء کو ربوہ آ گئے جہاں دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ موصوف پہلے جرمن تھے جنہوں نے اپنی زندگی وقف کی۔ مرکز سلسلہ ربوہ میں تربیت حاصل کرنے کے بعد انہیں امریکہ اور پھر جرمنی میں کچھ عرصہ مربی سلسلہ کی حیثیت میں خدمات سلسلہ کی توفیق ملی۔ حضرت مصلح موعود نے انہیں جرمنی کا پہلا احمدی قرار دیا تھا۔

اسی اثنا میں چونکہ حضرت مصلح موعود سوئٹزرلینڈ میں مستقل مشن کے قیام کا فیصلہ فرما چکے تھے اس لئے حضور کے ارشاد پر مکرم شیخ ناصر احمد صاحب تو سوئٹزرلینڈ ہی میں مقیم رہے جبکہ باقی دو مربیان مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اور مکرم مولوی غلام احمد بشیر احمد صاحب 2 نومبر 1947ء کو ہالینڈ چلے گئے۔

تاہم مربیان کی جرمنی میں داخلے کی کوششیں جاری رہیں۔ مکرم چوہدری مشتاق احمد باجوہ صاحب لندن میں رابطوں کے ذریعے کوششوں میں مصروف تھے اور دوسری طرف جرمنی میں موجود معدودے چند نو احمدی مربی سلسلہ کے لئے جدوجہد میں مصروف تھے۔ بالآخر جون 1948ء میں چند ایام کے لئے احباب سے رابطے اور ملاقات کی خاطر جرمنی حکومت نے مربی احمدیت کو جرمنی آنے کی اجازت دی۔ اس اجازت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کو دو مرتبہ اور مکرم مولوی غلام احمد بشیر صاحب کو ایک مرتبہ ہمبرگ جانے کا موقعہ میسر آیا۔

مربیان سلسلہ کی عارضی آمد

مکرم شیخ ناصر احمد صاحب جو جرمنی میں موجود احمدیوں سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ رکھے ہوئے تھے اجازت ملنے پر 10 جون 1948ء کو زیورک سے ہمبرگ کے لئے روانہ ہوئے۔ ہمبرگ میں اس وقت تک پانچ مقامی افراد حلقہ بگوش احمدیت ہو چکے تھے، ان سے ملاقات اور ان کی راہنمائی ضروری تھی۔ ہمبرگ پہنچنے پر آپ نے احمدی احباب سے ملاقات کی۔ دوسرے دن 11 جون کو نماز جمعہ کے لئے احباب کو پہلے سے اطلاع دی گئی تھی۔ مقررہ مقام پر نماز جمعہ ادا کی گئی۔ یہ پہلی نماز جمعہ تھی جو جرمنی کے احمدیوں نے ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد ایک ضروری اجلاس بھی کیا گیا۔ اگلے جمعہ تک لوگوں سے ملاقاتوں اور رابطوں اور دعوت الی اللہ کا سلسلہ جاری رہا۔ 18 جون کو بھی نماز جمعہ ادا کی گئی۔ نماز سے قبل دو جرمن میاں بیوی جناب عمر شوبرٹ اور ان کی اہلیہ خدیجہ شوبرٹ نے بیعت کے خطوط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ارسال کئے۔

مکرم شیخ ناصر احمد کو صرف دس یوم کی اجازت ملی تھی چنانچہ وقت پورا ہونے پر آپ 20 جون کو واپس زیورک چلے گئے۔

مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کے دورہ کے بعد اسی سال مکرم غلام احمد بشیر صاحب کو بھی احمدی احباب سے رابطہ کی غرض سے تربیتی و دعوت الی اللہ کے دورہ کے لئے ہمبرگ جانے کی اجازت ملی۔ یہ اجازت بھی صرف دو ہفتوں کے لئے تھی۔

آپ 12/ اگست کو ہالینڈ سے روانہ ہوکر اسی روز شام چھ بجے ہمبرگ پہنچے آپ کا قیام جرمن نو احمدی مکرم عبداللہ کوہنے صاحب کے ہاں ہی رہا۔ آپ نے عرصہ قیام میں تین مرتبہ احمدی احباب کی میٹنگ بلائی جس میں مختلف ضروری مسائل پر گفتگو کرنے کا آپ کو موقعہ ملتا رہا۔ رابطوں اور دعوت الی اللہ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اس عرصہ قیام میں عیدالفطر کا اجتماع بھی ہوا۔ مکرم مولوی غلام احمد بشیر صاحب نے مکرم عبداللہ کوہنے صاحب کے گھر نماز عید پڑھائی۔ جرمنی کے احمدیوں کی یہ سب سے پہلی عید تھی۔ دو ہفتے کے مختصر قیام کے بعد مکرم مولوی صاحب موصوف 26/ اگست کو واپس ہالینڈ چلے گئے۔

چار مزید احمدیوں کا اضافہ

اس عرصہ کے دوران ''عبدالکریم ڈنکرک'' صاحب اور خلیل Gragert صاحب نے اگست 1948ء میں بیعت کی جس سے احمدیوں کی تعداد 13 ہوگئی۔ اگست ہی میں مکرم عبداللہ کوہنے صاحب اور ان کی اہلیہ نے سوئٹزرلینڈ میں احمدی مربی سے ملنے کے لئے زیورک کا سفر بھی اختیار کیا۔

جناب عبدالکریم ڈنکرک بچپن ہی سے دین کے بارے میں نیک خیالات رکھتے تھے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کی سلسلہ میں خاص عقیدت دیکھنے میں آئی۔ ہمبرگ میں باقاعدہ مشن ہونے کے بعد جمعہ اور ہفتہ وار اجلاس ان ہی کے گھر ہوتے تھے۔ 12/ پریل 1950ء کو پاکستان آئے، لاہور میں قیام رہا اور حضرت خلیفة المسیح الثانی سے ملاقات کی غرض سے تین مرتبہ ربوہ بھی آئے۔ پاکستان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد قادیان چلے گئے۔ قادیان میں ایک استقبالیہ تقریب میں انہوں نے ایک واقعہ اس طرح بیان کیا ''میں چھوٹی عمر میں جب سکول میں پڑھتا تھا تو ایک استاد ہمیں آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ہجرت نبوی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے غار ثور کے منہ پر مکڑی کا جالا بننے کا ذکر کیا کہ اس کی وجہ سے دشمن رسول مقبول ﷺ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ حالانکہ یہ صرف خدا کا فضل تھا یہ واقعہ سننے کے بعد میں نے آج تک کسی مکڑی کو نہیں مارا۔ بلکہ مکڑی دیکھنے سے رسول مقبول ﷺ کی ہجرت کی یاد تازہ ہوجاتی ہے''۔

مکرم شیخ ناصر احمد صاحب جنہوں نے بحیثیت مربی سلسلہ جرمنی سے پہلا رابطہ کیا تھا، دوسری بار زیورک سے آکر 26 ستمبر سے 10/ اکتوبر 1948ء تک جرمنی کا دورہ کیا۔ اس دوران یکم اور آٹھ اکتوبر کو نو احمدی جناب عمر شوبرٹ صاحب کے گھر نماز پڑھائی۔ اس دورہ میں بھی ایک جرمن عورت ایک جرمن مرد نے بیعت کی جن کا نام علی الترتیب منصورہ اور عبدالرحمان روڈلر رکھے۔ ان دو احمدیوں کے بعد احمدیوں کی تعداد پندرہ ہوگئی۔

مستقل آمد اور مشن کا قیام

جرمن احمدیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جرمنی میں مشن کے قیام کی ضرورت بڑھتی جا رہی تھی۔ حضرت مصلح موعود نے 30 دسمبر 1948ء کو مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب کو ارشاد فرمایا کہ فوری طور پر ہمبرگ پہنچیں۔ اس وقت آپ ہالینڈ میں تھے۔ آپ نے جرمنی کے ویزے کے حصول کے لئے اپنی جدوجہد کو مزید تیز کیا۔ مکرم چوہدری مشتاق احمد باجوہ صاحب لندن سے ان کے ویزا کے حصول کی غرض سے ضروری کارروائی کرتے رہے جبکہ مقامی احمدی عبداللہ کوہنے صاحب جرمنی کے سرکاری اہلکاروں سے رابطہ کرکے مربی سلسلہ کے لئے راہ ہموار کرتے رہے۔ الٰہی تصرف سے جلد ہی ویزا کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں اور مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب کو ایک ماہ کا ویزا مل گیا اور 20 جنوری 1949ء کو ہالینڈ کے شہر ایمسٹرڈیم سے روانہ ہوکر اسی روز ہمبرگ پہنچ گئے۔ ابتداءً آپ کا قیام مکرم عبداللہ کوہنے صاحب کے گھر ہی رہا تاہم جلد ہی حکومت کی طرف سے کرائے کے مکان میں رہائش کا انتظام ہوگیا اور ساتھ ہی ویزے میں بھی توسیع ہوگئی۔

جرمن مشن کے قیام سے یورپ میں دعوت الی اللہ کی مہم کا ایک نیا باب کھل چکا تھا۔ دو عظیم جنگوں کا ہولناک نظارہ دیکھنے کے بعد جرمن قوم ایک عجیب کشمکش میں مبتلا تھی۔ کچھ تو سرے سے ہی خدا کے منکر ہوگئے اور کچھ عیسائیت کی تعلیم سے روحانی تشنگی نہ بجھتے دیکھ کر دل کی تسکین کے لئے آب حیات کے منتظر تھے۔ ان حالات میں جماعت احمدیہ کا مشن ان پیاسی روحوں کے لئے آب حیات کا چشمہ ثابت ہوا۔

یہ حقیقت ہے کہ یورپ کی جملہ اقوام میں سے جرمن قوم میں تحقیق کا شوق کہیں زیادہ ہے اور یہی شوق سعید روحوں کو احمدیت کی آغوش میں لانے کا موجب بن جاتا ہے۔

مربی جرمنی کی ابتدائی سرگرمیاں

مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب نے آغاز میں صرف ایک کمرہ کرائے پر حاصل کرکے مشن کی ابتداء کی تھی اور ہمبرگ شہر کو اس لئے منتخب کیا کہ ہمبرگ میں ہی زیادہ تر احمدی احباب موجود تھے۔ نیز ہمبرگ جرمنی کا ایک مشہور شہر ہے۔ آپ کی آمد کے بعد مکرم شیخ ناصر احمد صاحب ایک بار پھر 27 جنوری 1949ء کو زیورک سے ہمبرگ آئے۔ مربی احمدیت کی جرمنی میں آمد کو اخبارات میں بہت اہمیت دی گئی۔ مربیان کا خیال تھا کہ دعوت الی اللہ کے لئے ریڈیو جیسے موثر ذریعہ کو استعمال کرنے کا کوئی موقعہ میسر آنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا انتظام اس طرح فرمایا کہ جناب عبداللہ کوہنے صاحب کے ایک جرمن دوست مسٹر Wilkins کے ذریعہ افسران ریڈیو سے تعارف ہوا اور پھر ان کے ذریعہ محکمہ کے چیف اور بعض دیگر افسران سے رابطوں کے نتیجہ میں 16 فروری 1949ء کو مکرم شیخ ناصر احمد صاحب اور مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب کی احمدیت کے بارہ میں ایک گفتگو ریکارڈ کی گئی۔ اس گفتگو میں دونوں مربیان کو قرآنی تعلیمات اور نماز کے متعلق خیالات کے اظہار کا موقعہ ملا۔ مربیان کی یہ گفتگو نارتھ ویسٹ جرمن براڈ کاسٹنگ سسٹم سے 24 فروری 1949ء کو دو مرتبہ، دس بجکر 20 منٹ پر اور تین بجکر بیس منٹ پر نشر کی گئی۔ یہ پہلا ریڈیو پروگرام ہے جو احمدیہ مشن کے ذریعہ ریڈیو سے نشر ہوا۔ چند روز قیام کے بعد مکرم شیخ ناصر احمد صاحب 19 فروری کو واپس زیورک چلے گئے۔

مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب جنگ عظیم دوم کے بعد جرمن مشن کے سب سے پہلے مربیان ہیں جن کے ذریعے جرمنی میں دوبارہ مشن کا قیام عمل میں آیا۔ آپ دس سال تک تن تنہا جرمنی میں شجر احمدیت کی آبیاری کرتے رہے۔ اس عرصہ میں آپ ایک بار 16 ستمبر 1951ء سے 7 فروری 1952ء تک مرکز سلسلہ ربوہ رخصتوں پر بھی آئے۔

تاہم آپ اپنے عرصہ قیام میں دعوت الی اللہ کے کام کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے کے لئے مختلف ذرائع کو بروئے کار لاتے رہے۔ آغاز میں آپ نے زبان سیکھنے کی طرف توجہ دی اور پوری کوشش کے ساتھ جلد ہی جرمن زبان میں خدا کے فضل سے اس حد تک ملکہ پیدا کرلیا کہ تقاریر اور گفتگو کے ذریعہ لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کے قابل ہوگئے۔

آپ کے دور میں دعوت الی اللہ کے لئے جو مؤثر ذرائع اختیار کئے جاتے رہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دلچسپی رکھنے والے احباب کو چائے یا کھانے کی دعوت دی جاتی انہیں مشن ہاؤس مدعو کرکے ان سے تفصیلی گفتگو اور تبادلہ خیال کیا جاتا۔ دعوت الی اللہ کا یہ ذریعہ بہت مؤثر ثابت ہوتا رہا۔

انفرادی دعوت الی اللہ کے علاوہ احمدیت سے دلچسپی رکھنے والے احباب کو گروپس کی صورت میں مشن ہاؤس مدعو کرکے ان تک احمدیت کا پیغام پہنچایا جاتا اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے۔

نیورن برگ میں جماعت کا قیام

اولین احمدیوں کی زیادہ تر تعداد ہمبرگ شہر میں ہی مقیم تھی۔ آہستہ آہستہ دوسرے شہروں میں بھی احمدی ہونے لگے۔ نیورن برگ Nurnberg میں تین احمدی ہوچکے تھے۔ چنانچہ فروری 1952ء میں جرمنی کی دوسری جماعت نیورن برگ میں قائم ہوگئی۔ اس جماعت کے جرمن نو احمدی مکرم عمر ہوفر Hoffer صاحب 1968ء تک اخلاص کے ساتھ اعزازی مربی کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔

20 مارچ 1954ء کو مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مربی سلسلہ نے اس جماعت (نیورن برگ) کا پہلی مرتبہ دورہ کیا۔ اس وقت تک وہاں 13 جرمن احمدی ہوچکے تھے۔

(صد سالہ خلافت جوبلی سوونیئر جرمنی 2008ء)

بقیہ صفحہ 6

کے دم قدم کی برکت سے ہے۔ اور یہ نعمت تمہیں ہجر کی 13 طویل دردناک صدیوں کی گریہ وزاری کے بعد نصیب ہوئی ہے اب اسے سر آنکھوں پر بٹھانا اب اس نعمت کو سر آنکھوں پر بٹھانا سینے سے لگانا اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں اور اپنی اور اپنے باپوں اور اپنے ہر دوسرے پیاروں سے ہزار بار بڑھ کر عزیز رکھنا۔ تمہاری احیاء اور تمہاری بقا کی تمام کنجیاں خلافت میں رکھ دی گئی ہیں۔ سب تدبیریں قیامت تک کیلئے خلافت سے وابستہ ہوچکی ہیں۔ (۔) کی تقدیر اس نظام سے وابستہ ہے اور تمہاری غیر متناہی عظیم شاہراہ اس در سے ہو کر گزرتی ہے جسے خلافت......کہا جاتا ہے۔ جان دے کر بھی اس نعمت کی حفاظت کرو اور ایک کے بعد دوسرے آنے والے خلیفہ راشد سے انصار کی زبان میں بمنت عرض کرو......

(ماخوذ از خطاب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب برموقع جلسہ سالانہ 1973)

جل رہا ہے ایک عالم دھوپ میں بے سائباں
شکر مولیٰ کہ ہمیں یہ سایہ رحمت ملا

مکرم حبیب احمد صاحب

مہبط انوار الٰہیہ۔ خلافت احمدیہ

سورۃ نور کی آیت 56 میں جو آیت استخلاف بھی کہلاتی ہے خدا تعالیٰ نے مومنوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے اور انہیں ایک لڑی میں پرونے، تمکنت بخشنے اور خوف کی حالت کو امن میں بدلنے کی خوش خبری عطا کی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، زمین میں جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لیے ان کے دین کو جو اس نے ان کیلئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

مومنین کی جماعت کیلئے آیت استخلاف میں نظام خلافت کے قیام کا وعدہ ہے اور مقام خلافت کی عظمت اور اہمیت اس امر سے ہی واضح ہے کہ خدا تعالیٰ نے لیستخلفنھم کہہ کر خلیفہ بنانے کے فعل کو خود اپنی طرف منسوب کیا ہے اور علی الاعلان فرمایا کہ میں خلافت کی تخم ریزی خود خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے کرے گا اور پھر سب سے بڑھ کر اس وعدہ کی جو اغراض بیان کی ہیں وہ اتنی عظیم الشان ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلفاء کے سوا کوئی دوسرا انسان خواہ وہ بزعم خود کتنا ہی قابل اور باصلاحیت کیوں نہ ہو، انہیں پورا نہیں کرسکتا۔ چنانچہ آیت استخلاف میں اس وعدہ کی 4 اغراض بیان فرمائی ہیں۔

پہلی غرض: یہ ہے کہ جماعت مومنین بھی انہی انعامات سے سرفراز ہو جن سے پہلی امتیں مستفیض ہوئی ہیں۔

دوسری غرض: ولیمکنن لھم یعنی دین کا تمام ادیان باطلہ پر غلبہ نیز کامل طور پر تمکنت دین۔

تیسری غرض: مومنوں کے خوف کو امن سے بدلنا۔

چوتھی غرض: شرک کو دور کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قیام

حضرت خذیفہؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک اللہ چاہے گا تم میں نبوت قائم رہے گی، پھر جب وہ چاہے گا اسے اٹھا لے پھر جب تک اللہ چاہے گا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر جب اللہ اسے اٹھانا چاہے گا اٹھا لے گا، پھر جب اللہ چاہے گا ایذاء رساں بادشاہت ہوگی پھر جب وہ اسے اٹھانا چاہے گا اٹھائے گا، پھر جابر بادشاہت ہوگی جب تک اللہ چاہے گا پھر جب اللہ اسے اٹھانا چاہے گا اٹھا لے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہوگی پھر آپؐ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد جلد 5 ص 342-341 حدیث نمبر 17939)

حضرت مسیح موعود اپنے بعد موعود خلافت کے قیام اور استحکام کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سو اے عزیزو جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے، سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے، اس لیے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے سامنے بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی''۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 ص 306-305)

چنانچہ حضرت مسیح موعود کی رحلت کے بعد اس ذوالعجائب اور قدیر ہستی کے وعدہ کی تصدیق ہوتے ہوئے دنیا نے حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول کے انتخاب کے وقت دیکھی۔ مگر مخالفین کو یہ بات بھلا کب گوارا تھی۔ چنانچہ ایک بار پھر الٰہی تخم کو نیست و نابود کرنے کی منظّم تحریکات شروع ہوئیں۔

مگر خدائی وعدوں کے تحت دشمن کچھ تاب نہ لا سکا اور ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد رہا مخالفت کی شدت دن بدن بڑھتی گئی یہاں تک کہ ایک اخبار نے یہ بیان دیا:

''ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدالگتی کہنے کو تیار ہیں کہ مسلمانوں سے ہو سکے تو مرزا کی کُل کتابیں سمندر میں نہیں کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں، بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مورخ تاریخ ہند اسلام میں ان کا نام تک نہ لے۔''

(اخبار وکیل امرتسر 13 جون 1908 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 ص 206-205)

آج آسمان بھی گواہی دے رہا ہے اور زمین بھی کہ تاریخ نے ان تمام دشمنان کو ذلت و رسوائی کی مار ماری لیکن خلافت احمدیہ کی بدولت احمدیت ترقی کی راہوں پر گامزن ہے اور تمام دنیا میں اس کے نام لیوا ہیں۔

پھر خلافت ثانیہ کے دور میں غیر تو غیر اپنوں نے بھی اس الٰہی جماعت میں انشقاق کا بیج بونے کی کوششیں کیں۔ بعض سرکردہ انجمن کے ممبران کھل کر مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے لیکن وہ تمام سرکردہ علم کے زعم سے بھرے ہوئے تجربہ کار پڑھے لکھے اس 25 سالہ جوان کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور اس مرد خدا نے تحریک جدید، وقف جدید، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ مومنین کی جماعت کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ 1934 کے فتنہ پرداز اسی شیر خدا کی بدولت عبرتناک ناکامی کا مرقع بنا دئے گئے اور عرش بریں پر یہ صدا بلند ہوئی کہ ؎

لوٹنے نکلے تھے جو امن و سکونِ بیکساں
خود انہی کے لُٹ گئے حسن و شباب زندگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے 52 سالہ دور خلافت کے حالات پڑھیں تو پتہ چلے کہ اس پسرِ جری اللہ نے کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیے، آپ نے جہاں جماعت کو منظّم بنیادوں پر قائم کر کے کامل استحکام عطا کیا تو دوسری طرف نور توحید کے پروانوں کو خلافت کے ساتھ جذبہ عشق و وفا سے لبریز کر ڈالا۔ آپ فرماتے ہیں:

''کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لیے نہیں ہے، تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لیے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا مگر ان کے لیے نہیں ہے۔''

(برکات خلافت انوار العلوم جلد 2 ص 156)

دنیائے احمدیت پر حضرت مصلح موعود کی وفات کے بعد پھر ایک مرتبہ خوف کی حالت طاری ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اسے چند گھنٹوں میں بدل کر قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کے ہاتھ پر جماعت کو اکھٹا کر ڈالا، حکومتیں ٹکرائیں، ظالمانہ قوانین کا اجراء ہوا، فسادات برپا ہوئے مگر خلافت کی بدولت جماعت کے حوصلے کبھی پست نہ ہوئے اور یہ کاروانِ نصرت جہاں سکیم کے ذریعہ افریقہ کی گمنام آبادیوں میں اشاعت دین کی شمعیں روشن کرنے جا پہنچا اور پیار و محبت کے نعرے لگا تا غریب اقوام کی خدمت کرتے ہوئے انہیں رسول عربی ﷺ کا پیغام پہنچاتے ہوئے آپؐ کے جھنڈے تلے جمع کرتا گیا۔ پھر خلیفۃ المسیح الرابع کا بابرکت دور شروع ہوا پھر اندرونی اور بیرونی فتنوں نے سر اٹھایا لیکن خدائی وعدے کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا ہوئی۔ احمدیت کے کینسر کو ختم کرنے والے فتنہ پردازوں کا وہ انجام ہوا کہ نہ تو انہیں آسمان نے قبول کیا نہ زمین نے۔

تحریک وقف نو نے جماعت احمدیہ کو نئی قربانیوں کا وہ جذبہ دیا جس سے ہمیشہ کیلئے احمدیوں کے دل سرشار رہیں گے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ حق کی ضیاء پاشیاں زمین کے کناروں تک پھیلیں اور میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا کا تمام دنیا نے وہ عظیم الشان نظارہ دیکھا جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے اور وہ لوگ جو خلیفہ کو عضو معطل کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے ان کے گھروں میں ایم ٹی اے نے اس مرد مجاہد کی آواز کو پہنچا دیا ور خدا کا قول ایک بار پھر پورا ہوا: ؎

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا
پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمن بد نوا
دو قدم دور دو تین پل جائے گی

پھر کل من علیھا فان کے مطابق یہ لخت جگر بھی ہم سے جدا ہوا لیکن ہمارے غموں کو ایم ٹی اے نے یک لخت خوشیوں میں بدل ڈالا جب انی معک یا مسرور کی پُر مسرت صداؤں نے آسمان احمدیت کو پُر کر ڈالا اپنے اس بات پر خوش کہ خدا تعالیٰ نے خوف کو امن سے بدلا اور غیر اس بات پر حیران کہ یہ کیسی جماعت ہے جو آگے ہی بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

آنحضور ﷺ مومنین کی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اگر تم اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھو تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تمہارا جسم نوچ لیا جائے، تمہارا مال چھین لیا جائے۔''

پس اب خلیفۃ المسیح الرابع کی آواز پر لبیک کہنے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں۔ فرمایا:

''اے سعید روحو! جو زمین کے کناروں سے اس مرکز خلافت میں جمع ہوئی ہو تمہیں تو بستان احمد کے گل بوٹے ہو جن کی سربلندی اور شادابی کی خوشخبریاں مسیح موعود نے دنیا کو دیں۔ وہ تم ہو جن پر نسیم رحمت پھر سے چلی ہے اور وقت خزاں میں جن پر پُر عجب طرح کی بہار آگئی ہے تم اسی خزاں رسیدہ چمن سے پھوٹنے والی نو بہار شاخیں ہو جن کے روکھ دنیا کی نظر میں جلانے کے قابل ہو چکے تھے سو سنو اور خوب اچھی طرح سے اپنی عقل و فراست کی گانٹھوں میں باندھ کر محفوظ کر لو کہ تمہاری یہ شادابی اور تمہاری یہ بہار نو تمہاری کلیوں کا چٹکنا اور شگوفوں کا پھوٹنا اور گل ہائے رنگا رنگ میں تبدیل ہوتے رہنا یہ سب سرتاپا خلافت......

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم منیر احمد بھٹی صاحب معلم سلسلہ نبی سرروڈ ضلع عمرکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ نبی سر روڈ کے دو اطفال ذیشان احمد ولد مکرم رشید احمد صاحب، مدثر احمد ولد مکرم لیاقت علی صاحب مرحوم، تین ناصرات سائقہ کلیم بنت مکرم کلیم احمد صاحب، شائلہ رشید بنت مکرم رشید احمد صاحب اور عزوہ طارق بنت مکرم طارق احمد صاحب کو قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ مورخہ 24/اکتوبر 2010ء کو تین ناصرات اور ایک طفل جبکہ 7 نومبر کو جلسہ فضائل القرآن کے موقعہ پر ایک طفل کی تقاریب آمین منعقد کی گئیں۔ سب بچوں سے مکرم منور احمد صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن ضلع وصدر جماعت نبی سرروڈ ضلع عمرکوٹ نے قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ترجمہ پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کامیابی

مکرم چوہدری داؤد احمد صاحب سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بھلیسر انوالہ ضلع گجرات تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے تاشفین احمد نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے علمی وادبی پروگرام کے تحت مرکز ڈنگہ میں پرائمری لیول کے تقریری مقابلہ میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ موصوف نے پچھلے سال بھی اسی مقابلہ میں تیسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ احباب جماعت سے عزیزم کی صحت وسلامتی اور مزید کامیابیوں کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اعزازی تقریب

مکرم صابر احمد سہگل صاحب ٹاؤن شپ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی مہرین عروج احمد واقفہ نو نے ساڑھے چھ سال کی عمر میں عربی قصیدہ حضرت مسیح موعود مشتمل بر ستر اشعار اپنی والدہ محترمہ امۃ النصیر سیال صاحبہ کی محنت سے زبانی حفظ کر لیا ہے۔ قصیدہ کی دعائیہ تقریب میں محترم بشارت احمد صدیقی صاحب سیکرٹری وقف نو ضلع لاہور نے بچی سے قصیدہ کے چند اشعار سنے اور دعا کروائی۔ بچی محترم محمد عبداللہ صاحب مرحوم آف سیالکوٹ کی پوتی اور محترم بشیر احمد منیر سیال صاحب مرحوم سابق انسپکٹر اصلاح وارشاد کی نواسی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز میری بیٹی کے لئے بابرکت کرے اور ساری عمر یہ قصیدہ اس کے دل ودماغ میں محفوظ ہے۔ آمین

ولادت

مکرم عبدالعزیز صاحب اور مکرمہ امۃ السمیع صاحبہ کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مورخہ 13 مئی 2010ء کو ہمارے بیٹے مکرم عطاء الحکیم صاحب اور بہو مکرمہ ہادیہ خان صاحبہ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بچے کا نام ہاشم احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب دارالیمن ربوہ اور مکرم ماسٹر مولا داد صاحب کی نسل سے نیز مکرم محمد حزقیل خان صاحب ٹورانٹو کا نواسہ ہے مکرمہ ہادیہ خان صاحبہ مکرم محمد عیسیٰ جان صاحب مرحوم کی پوتی ہیں۔ احباب سے نومولود کے نیک، صالح اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

نکاح

مکرم محمد شفیع خالد صاحب مراقب خدام الاحمدیہ ربوہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم عمران خالد نبیل صاحب مراقب خدام الاحمدیہ پاکستان کے نکاح کا اعلان مورخہ 21 نومبر 2010ء کو ہمراہ مکرمہ عابدہ نورین صاحبہ بنت مکرم محمد انور صاحب چک نمبر 33 دھاروالی ضلع شیخوپورہ بیت مبارک ربوہ میں محترم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے مبلغ ایک لاکھ روپے حق مہر پر کیا۔ احباب سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب دارالصدر شمالی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی پوتی مکرمہ ڈاکٹر صالحہ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم اویس سلطان چوہدری صاحب مقیم امریکہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے 20 ستمبر 2010ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام میکائیل جاسم سلطان تجویز ہوا ہے اور وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے نومولود مکرم چوہدری رفیع احمد طاہر صاحب کا نواسہ اور مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب مرحوم ڈیفنس لاہور کا پوتا ہے نیز والدہ اور دادی کی طرف سے مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب بہلولپور رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ بچے کے نیک، خادم دین، درازی عمر اور والدین کی آنکھوں کیلئے ٹھنڈک کا موجب ہونے کیلئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ دارالعلوم غربی خلیل ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے خاوند مکرم محمد داؤد صاحب ولد مکرم محمد یار صاحب آف مجوکہ سابق ملازم نیشنل بینک آف پاکستان کو 19 اور 20 نومبر 2010ء کی درمیانی شب سانس کی تکلیف ہونے پر فضل عمر ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ریفر کیا گیا۔ مگر وہ جانبر نہ ہوسکے اور رات بارہ بج کر چالیس منٹ پر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ مورخہ 20 نومبر کو بعد از نماز عصر بیت المبارک میں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم بوقت وفات اپنے محلّہ دارالعلوم غربی خلیل ربوہ کے دعوت الی اللہ اور تعلیم کے سیکرٹری تھے۔ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے۔ بہت ہی ملنسار تھے۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ حلقہ احباب وسیع تھا۔ غریبوں کی مدد کر کے خوش ہوتے۔ پسماندگان میں دو بیوگان اور ایک بھائی سوگوار چھوڑا ہے۔ مرحوم محترم مولوی حافظ عبدالکریم صاحب خوشابی کے داماد اور محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم خواجہ مبشر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ امۃ اللہ نذیر صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب فیکٹری ایریا ربوہ مورخہ 12 نومبر 2010ء کو بعارضہ قلب وفات پا گئیں۔ آپ مکرم خواجہ عبدالرحمٰن صاحب میر رینج آفیسر کشمیر رفیق حضرت مسیح موعود کی صاحبزادی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں مورخہ 14 نومبر 2010ء کو محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم حافظ محمود احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ خاکسار بھی جرمنی سے جنازہ کیلئے پہنچ گیا تھا۔ مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ نہایت خوش اخلاق، غریب پرور، صابر وشاکر وجود تھیں۔ آپ نے ہمیشہ سادہ زندگی کو ترجیح دی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات کو بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے جو ہمارے غم میں شریک ہوئے یا ٹیلی فون پر اظہار افسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزاء خیر دے۔

اعلان دارالقضاء

(مکرم راجہ مسعود احمد صاحب ترکہ مکرم راجہ محمد نواز صاحب ولد راجہ مواز خان صاحب)

مکرم راجہ مسعود احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم راجہ محمد نواز صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 10/7 دارالصدر غربی ربوہ برقبہ 2 کنال میں سے 1 کنال منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ جملہ ورثاء میں بحصص شرعی تقسیم کر دیا جائے۔

تفصیل ورثاء

(1) مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ (بیٹی)
(2) مکرم راجہ مسعود احمد صاحب (بیٹا)
(3) مکرم راجہ مقصود احمد صاحب (بیٹا)
(4) مکرم راجہ داؤد احمد صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

تعلیم الاسلام کالج کا پاکستانی دور

1947ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے اور قادیان کے نامساعد حالات کی بناء پر تعلیم الاسلام کالج بند ہو گیا۔ 24/اکتوبر 1947ء کو حضور نے ہدایت فرمائی کہ آدمان کے نیچے پاکستان کی سرزمین پر جہاں کہیں بھی جگہ ملتی ہے لے لو اور کالج شروع کر دو۔ چنانچہ لاہور کی ایک بوسیدہ عمارت میں دسمبر سے کالج کا آغاز کر دیا گیا۔

ربوہ میں کالج کی مستقل عمارت کی تعمیر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی زیر نگرانی مکمل ہوئی اور 6 دسمبر 1954ء کو حضرت مصلح موعود نے اس کا افتتاح فرمایا۔

افسوس کہ 1972ء میں حکومت نے اسے قومی تحویل میں لے لیا اور اس کی شاندار تعلیمی اور ادبی روایات کا خاتمہ ہو گیا۔

درخواست دعا

مکرم چوہدری عبدالقادر صاحب کھاریاں تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کا بیٹا عبدالفاطر نمونیہ میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم محمد ارشد فاروقی صاحب محلّہ دارالیمن وسطی سلام ربوہ سابقہ منور شوز گولبازار ربوہ فالج اور دیگر عوارض کی وجہ سے صاحب فراش ہیں چلنے پھرنے سے معذور ہیں احباب سے ان کی شفائے کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم محمد رشید صاحب کراچی جگر کے کینسر میں مبتلا ہیں۔ کیموتھراپی ہورہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت بہتری کی طرف مائل ہے احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 6۔دسمبر

طلوع فجر	5:25
طلوع آفتاب	6:52
زوال آفتاب	11:59
غروب آفتاب	5:06

ہر علاج ناکام ہو تو انشاء اللہ
ہولز مک ہومیوپیتھی سے شفا ممکن ہے۔ علاج کیلئے
بانی ہومیو ڈاکٹر سجاد 0334-6372030 047-6214226

اطاعت میں کامیابی۔ وقار اور فتح ہے
حکیم منور احمد عزیز چک چٹھہ حافظ آباد والے دارالفتوح شرقی ربوہ
فون 0476214029 موبائل: 03346201283

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی
ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ مکان زرعی وسکنی زمین خرید وفروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338
بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر: 6212764
گھر: 6211379 موبائل 0300-7715840

PREMIER EXCHANGE
Formaly Jakarta Currency Exchange co.'B' PVT.LTD.
DEALS IN ALL FOREIGN CURRENCIES
State Bank Licence No.11
Director: Adeel Manzar
Ph: 042-7566873, 7580908, 7534690
Fax: 042-7568060, Mobil: 0333-4221419
Shop # 31, Ground Floor, Latif Centre, (Jewellry Market) Ichhra Lahore

Dawlance Exclusive Dealer
فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، مائیکروویواون، واشنگ مشین، ٹی وی، ڈی وی ڈی جیسکو جنریٹرز استریاں، جوسر بلینڈر، ٹوسٹر سینڈوچ، بیکرز، یو پی ایس سٹیبلائزر ایل سی ڈی، ویٹ مشین، ان سیکٹ کلر لائٹ انرجی سیور ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں۔
گوہر الیکٹرونکس گولبازار ربوہ
047-6214458

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
219 Loha Market Landa Bazar Lahore
Tel:+92-42-7630066,7379300
Mob:0300-8472141
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

BETA® PIPES
042-5880151-5757238

بااختیار ڈیلر ڈاؤلینس۔ پیل۔ ھائر۔ LG۔ نوبل TV۔ سپر ایشیا۔ کیئر جنرل۔ انڈس
فریج۔ TV۔ مائیکروویواون۔ کوکنگ رینج۔ فل آٹومیٹک واشنگ مشین۔ ڈرائیر۔ کچن ہب۔ لاہور، فیصل آباد ریٹ پر حاصل کریں۔
نیو ربوہ الیکٹرونکس ریلوے روڈ ربوہ
047-6215934,6211661

نوزائیدہ بچوں کا یرقان اور خواتین کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔اے
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ (گلی عامر لیب)
فون نمبر: 0344-7801578